

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 104-114
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 07-09-2026	*Accepted:* 20-10-2026	*Published:* 26-10-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

شعائر اسلام کا استہزاء: اسباب، اثرات اور حل

The Ridicule of Islamic Sanctities (Sha'air): Causes, Consequences, and Solutions

Dr. Irshad Ul Hassan Ibrar [1] ***Dr. Maqsood Ahmad*** [2]

Abstract

This article analyzes the increasing trend of ridiculing Islamic Sanctities (Sha'air Allah). It begins by establishing the spiritual significance of these symbols and highlighting the Shariah's categorical condemnation of derision based on primary Islamic sources. The study categorizes mockery into several forms, including attacks on core beliefs, acts of worship, the Holy Qur'an, Prophetic sanctity, and identity markers like the Hijab. Key drivers identified include intellectual arrogance, religious ignorance, Western cultural hegemony, and secular skepticism. The research further examines the consequences, such as the erosion of faith and societal polarization. Finally, it proposes a reformative strategy focused on strengthening faith, utilizing social media for education, and implementing legal frameworks to protect religious sentiments and restore the dignity of Islamic symbols.

Keywords

Ridicule, Islamic Sanctities, Sha'air, Sha'air Allah.

[1] ***Corresponding Author,*** *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.* irshad.ibrar@ais.uol.edu.pk

[2] *Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur (Bahawalnagar Campus).* maqsoodpk40@gmail.com

تمہید

اسلام ایک مکمل نظامِ فکر و عمل ہے جس کی اساس ارکانِ ایمان و اسلام پر قائم ہے۔ ان بنیادی عقائد و اعمال کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی علامات اور نشانیاں بھی ہیں جنہیں قرآنِ کریم نے "شعائر اللہ" سے تعبیر کیا ہے، اور ان کی تعظیم کو "تقویٰ القلوب" (دلوں کا تقویٰ) قرار دیا ہے۔ یہ شعائر دراصل دین کی وہ شناخت ہیں جن کا احترام ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ لہٰذا، ان مقدسات کا استہزاء یا تمسخر براہِ راست دین کی اساس پر حملہ اور ایمان کے منافی ہے، جس پر قرآنِ حکیم نے سخت تنبیہ کی ہے:

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔[1]

کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

مگر افسوس کہ عصرِ حاضر میں فکری انتشار، مغربی تہذیبی یلغار اور سوشل میڈیا کے بے لگام استعمال نے شعائرِ اسلام کے استہزاء کو ایک تشویشناک رجحان بنا دیا ہے۔ مذہبی علامتوں کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانا یا انہیں دقیانوسیت سے تعبیر کرنا محض ایک سطحی رویہ نہیں، بلکہ ایک سنگین فکری و اخلاقی بحران ہے جو معاشرے کی دینی و ایمانی ساخت کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر، زیرِ نظر مضمون میں شعائرِ اسلام کی اہمیت، ان کے استہزاء کے اسباب اور معاشرتی اثرات کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ اس فکری فتنے کا سدِباب کیا جا سکے اور ایمانی اقدار کا تحفظ ممکن ہو۔

سوالاتِ تحقیق

- شعائرِ اسلام کا شرعی تصور اور شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں ان کی اہمیت کیا ہے؟
- عصرِ حاضر میں ان کے استہزا کے اسباب و اثرات کیا ہیں اور ان کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

شعائر اللہ کا معنی و مفہوم

"شعائر" عربی لفظ "شعیرہ" کی جمع ہے، جو مادہ (ش ع ر) سے مشتق ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کا معنی کسی چیز کا شعور حاصل کرنا یا ایسی علامت ہے جس سے کسی حقیقت کی پہچان ہو سکے۔ ابن منظور فرماتے ہیں: "کسی چیز کا شعور حاصل کرنا، پہچاننا، یا ایسی علامت جس کے ذریعے کسی حقیقت تک رسائی ہو"۔[2]

اصطلاحی طور پر شعائر اللہ سے مراد وہ تمام ظاہری اعمال، عبادات، مقامات اور نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی پہچان اور اجتماعی شناخت کے لیے مقرر فرمایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ"[3] میں صفا و مروہ جیسے مقامات کو شعائر اللہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ شعائر محض ظاہری نشانیاں نہیں بلکہ ان کا احترام براہِ راست ایمان اور دل کی کیفیت سے وابستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ"[4] کے مطابق ان مقدسات کی تعظیم دراصل بندے کے تقویٰ اور للّٰہیت کی عکاس ہوتی ہے۔

شعائر اللہ کی اہمیت

دینِ اسلام میں شعائر اللہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ اللہ کی بندگی کے عملی اظہار کے ساتھ ساتھ اسلام کی اجتماعی شناخت کے محافظ ہیں۔ قرآنِ کریم نے شعائر کی تعظیم کو براہِ راست "تقویٰ القلوب" سے جوڑ کر واضح کر دیا کہ ان کا احترام انسان کے باطنی ایمان کی علامت ہے۔ صفا و مروہ جیسی نشانیوں کا تذکرہ اسی اصول کو مستحکم کرتا ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ کی عبادت یا دین کی علامت ہو، وہ شعائر میں شامل ہے اور اس کا احترام لازم ہے۔

مفسرینِ کرام نے بھی اس اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "شعائر اللہ سے مراد وہ تمام امور ہیں جو

اللہ کی عبادت کے لیے مقرر کیے گئے اور جو دین کی پہچان ہیں، اور ان کی تعظیم دراصل اللہ کی تعظیم ہے"[5] امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شعائر وہ علامات ہیں جن کے ذریعے دین ظاہر ہوتا ہے، جیسے حج کے مناسک، قربانی اور دیگر عبادات، اور ان کی بے حرمتی دین کی بے توقیری کے مترادف ہے"[6]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعائر کی اہمیت صرف انفرادی عبادت تک محدود نہیں بلکہ یہ دین کی اجتماعی ہیئت اور اس کے وقار کا حصہ ہیں۔

احادیث نبویہ اور فقہاء کے اقوال کے مطابق اذان و نماز جیسے شعائرِ اسلام وہ بنیادی ستون ہیں جو اسلامی معاشرے کی پہچان بنتے ہیں۔ ان کا وقار برقرار رکھنا محض روایت نہیں بلکہ ایمان کی بقا اور معاشرتی استحکام کے لیے ناگزیر ہے، تاکہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین کی اصل روح زندہ رہ سکے۔

شعائر اللہ کے استہزاء کا شرعی حکم، مختلف صورتیں اور عملی مثالیں

"استہزاء" عربی مادہ "ہ ز ء" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں "کسی کو حقیر جاننا، اس پر ہنسنا یا اس کی تضحیک کرنا"۔ ابنِ منظور لکھتے ہیں:

"الهُزءُ والاِستِهزاءُ: السُّخريّةُ من الغير، وهو أن يُعامَل غيرُه معاملةَ المحتَقَر."[7]

ہزوء و استہزاء کا مطلب ہے کسی دوسرے کی تحقیر یا تضحیک، گویا اسے معمولی یا حقیر سمجھنا۔

فقہی و اخلاقی نقطۂ نظر سے "اِستہزاء" اس طرزِ عمل کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی شخص یا گروہ عقیدہ، شریعت، یا مذہبی شعار (یعنی دین کی علامت، شعارِ اسلام، یا کسی مقدس ہستی) کو حقیر، مضحکہ یا تمسخر کا نشانہ بنائے۔ یہ تمسخر قول، عمل، اشارہ یا تحریر کے ذریعے ہو سکتا ہے، اور اس کا مقصد دینی حرمت یا وقار کو کم کرنا ہوتا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"الاستهزاءُ هو إظهار شيءٍ على خلاف ما هو عليه، على وجهِ السخرية والاستخفاف."[8]

استہزاء اس فعل کو کہتے ہیں جس میں کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے خلاف ظاہر کیا جائے، اور اس کا مقصد تمسخر و استخفاف ہو۔

اسلام نے استہزاء کو نہ صرف اخلاقی برائی بلکہ ایک دینی جرم قرار دیا ہے، خصوصاً جب یہ ایمان، دین یا شعائرِ اسلام سے متعلق ہو۔ قرآنِ مجید نے واضح طور پر اس فعل کو کفر کے مترادف قرار دیا ہے۔ جب منافقین نے غزوۂ تبوک کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کے بارے میں طنزیہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرمان: "قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ"[9] کے ساتھ ان کے اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور اللہ کی آیات کا استہزاء کرنے کو کفر قرار دیا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ معاشرے میں نفرت، تحقیر اور باہمی اختلافات کو پیدا ہونے سے روکنے کے لیے سماجی سطح کے تمسخر، استہزاء اور ٹھٹھا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔[10]

اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو۔

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ سخریہ دراصل کبر اور جہالت کی علامت ہے، اور ایمان کا حسن اس سے متضاد ہے۔[11]

احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی اس طرزِ عمل کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بحسب امرئٍ من الشر أن يحقر أخاه المسلم۔[12]

کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

من عيّر أخاه بذنبٍ لم يمت حتى يعمله۔[13]

جو اپنے بھائی کا کسی گناہ پر مذاق اڑائے، وہ خود بھی مرنے سے پہلے اس گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگر استہزاء دین یا ارکانِ ایمان سے متعلق ہو تو فقہاء اسے کفر قرار دیتے ہیں اور اگر کسی شخص کے اعمال یا طرزِ زندگی سے متعلق ہو تو حرام و کبیرہ گناہ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: "جو کوئی دین یا اس کی کسی نشانی کا مذاق اڑائے، اس کا ایمان باطل ہو جاتا ہے، چاہے وہ ظاہراً مزاح ہی کیوں نہ کرے"۔[14]

شعائر اللہ کے استہزا کی مختلف صورتیں

استہزاء" کے تمام مظاہر یکساں نہیں ہوتے۔ بعض اقسام ایسی ہیں جو ایمان کو زائل کر دیتی ہیں، جبکہ بعض اخلاقی گناہ یا کبیرہ معصیت کے درجے میں آتی ہیں۔ فقہاء اور مفسرین نے اس کی کئی اقسام بیان کی ہیں، جو بالاختصار درج ذیل ہیں:

اوّل: عقیدے سے متعلق استہزاء

کسی مسلمہ عقیدے جیسے ارکانِ ایمان (مثلاً اللہ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، تقدیر، آخرت وغیرہ) سے متعلق استہزاء، کسی عقیدے پر طنز، یا اسے غیر عقلی یا بے معنی قرار دینا کفرِ صریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کا مذاق اڑانے والے منافقین کو کافر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَقَالُوا أَئِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَئِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُم بِرَبِّهِمْ كَافِرُونَ۔[15]

اور وہ کہتے ہیں: کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو کیا ہمیں نئی پیدائش ملے گی؟ بلکہ وہ اپنے رب کے منکر ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

من سخر بشيءٍ من أمور العقيدة فقد كفر، لأنه جحد ما عُلم من الدين بالضرورة.[16]

جو کوئی عقیدۂ دین کی کسی بات کا مذاق اڑائے، وہ کافر ہے، کیونکہ وہ اس چیز کا انکار کرتا ہے جو دین میں بدیہی طور پر معلوم ہے۔

دوم: عبادات کا استہزاء

اسلام میں بعض ظاہری عبادات اور نشانیاں شعائرِ اللہ کہلاتی ہیں، مثلاً: نماز، روزہ، اذان، حجاب، داڑھی، اور دینی لباس وغیرہ۔ قرآن میں انھی شعائر کے احترام کو دلوں کے تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔[17] لہٰذا ان شعائر کا تمسخر، ان پر فقرے بازی، یا ان کو دقیانوسی کہہ کر حقیر بنانا گناہِ کبیرہ بلکہ بعض صورتوں میں کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"من استهزأ بالشعائر الإسلامية كالأذان أو الصلاة أو الحجاب فقد كفر، لأن ذلك استهانة بما عظمه الله."[18]

جو اسلامی شعائر جیسے اذان، نماز یا حجاب کا استہزاء کرے، وہ کافر ہے کیونکہ یہ اللہ کی معظّم چیزوں کی توہین ہے۔

سوم: احکامِ شریعت کا استہزاء

اسلامی احکام جیسے جہاد، حدود، پردہ، یا تعددِ ازدواج وغیرہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین ہیں۔ اگر کوئی شخص ان احکام کو مذاق یا ظلم قرار دے کر شریعت کی تنقیص کرے، تو وہ دراصل شارع پر طعن کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ۔[19]

"یہ اس لیے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل فرمائی، تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔"

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"من سخر بشيءٍ من أحكام الله فقد نقض إيمانه، لأنه استهان بحكم من أحكم الحاكمين."[20]

جو کسی حکمِ الٰہی کا تمسخر کرے، اس کا ایمان باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے سب سے بڑے حاکم کے حکم کو حقیر جانا۔

چہارم: رسولِ اکرم ﷺ یا قرآنِ مجید کا استہزاء

یہ استہزاء کی سب سے سنگین اور مہلک قسم ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ یا قرآنِ مجید کی کسی آیت، سنت، یا شخصیت پر طنز یا تمسخر ایمان کے خاتمے کا سبب ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔[21]

کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے؟ عذر مت دو، تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"الاستهزاء بالرسول أو القرآن كفر بإجماع الأمة، سواء كان جاداً أو هازلاً."[22]

رسول یا قرآن کا استہزاء اجماعِ امت کے مطابق کفر ہے، خواہ کوئی سنجیدگی سے کرے یا مذاق میں۔

پنجم: مسلمانوں کے طرزِ عمل کا مذاق

یہ وہ استہزاء ہے جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کے طرزِ عمل، اندازِ گفتگو یا ثقافتی طرز سے متعلق ہو۔ اگر یہ تمسخر کسی دینی علامت (مثلاً نماز، داڑھی یا حجاب) کے حوالے سے ہو تو یہ حرام اور بعض اوقات کفر ہے۔ لیکن اگر مقصد شخصی عیب یا غیر دینی پہلو پر طنز ہو تو یہ اخلاقی گناہ تو ہے، مگر کفر نہیں۔ فرمانِ نبوی ہے:

بحسب امرئٍ من الشر أن يحقر أخاه المسلم۔[23]

آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

استہزاء کی تمام اقسام میں بنیادی فرق موضوع اور نیت سے طے ہوتا ہے۔ اگر تمسخر دین، شعائر یا احکامِ شریعت کے خلاف ہو تو یہ ایمان کے منافی ہے۔ اور اگر یہ شخصی یا سماجی نوعیت کا ہو تو یہ اخلاقی جرم اور گناہِ کبیرہ ہے۔

موجودہ دور میں شعائر اللہ کے استہزاء کی عملی مثالیں

عصرِ حاضر میں دینِ اسلام اور اس کے شعائر کا استہزاء صرف انفرادی یا محدود حلقوں تک نہیں رہا بلکہ یہ بین الاقوامی سطح پر ایک فکری مہم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مغربی دنیا میں آزادیِ اظہار کے نام پر اور مسلم معاشروں میں تفریح کے عنوان سے، ایمان و اسلام کی اقدار کو تضحیک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس استہزاء کی چند نمایاں عملی مثالیں درج ذیل ہیں:

اوّل: مذہبی شخصیات کی تضحیک

فلموں اور ڈراموں میں علماء، حفاظ، مذہبی رجحان رکھنے والے مردوں اور باپردہ خواتین کو "دقیانوسی" کرداروں کے طور پر پیش کر کے ان کی وقعت کم کی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا میمز اور کامیڈی شوز میں دینی طبقے کو لالچی یا منافق دکھایا جاتا ہے اور پردے کو قید اور داڑھی کو انتہا پسندی سے جوڑ کر اسلامی تشخص پر حملہ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اسے نئی نسل کا ایمان خراب کرنے والا "فکری جرم" قرار دیتے ہیں۔[24]

دوم: لٹریچر میں شعائر اللہ کا استہزاء

جدید ادب اور شاعری میں ذاتِ باری تعالیٰ، تقدیر اور فرشتوں سے متعلق علامات کو طنزیہ یا غیر سنجیدہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ طرزِ فکر شعائر کی روحانی اہمیت کو ختم کر کے انہیں محض رسم بنا دیتا ہے۔ جیسے بہت سے گانوں میں ایسے اشعار سننے کو ملتے

ہیں جن میں خدا کے علم میں نقص کا بیان ہوتا ہے، یا تضحیک کا عنصر نکلتا ہے۔

سوم: گستاخانہ خاکے

2005ء میں ڈنمارک کے اخبار Jyllands-Posten نے اور بعد ازاں Charlie Hebdo فرانس میں رسول اللہ ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کیے۔[25] یہ استہزاء کی بدترین شکل ہے۔

چہارم: احکامِ شریعت پر طنز

جدید لبرل بیانیے میں جہاد، حدود اور دیگر منصوص احکام کو دقیانوسی قرار دینا استہزاء کی ایک صورت ہے۔

خلاصہ یہ کہ موجودہ دور میں استہزاء صرف زبان تک محدود نہیں، بلکہ میڈیا، فلم، سیاست اور سوشل نیٹ ورکس میں ایک مستقل نظریاتی ہتھیار بن چکا ہے۔

استہزاء کے اسباب

اسلامی تعلیمات کے مطابق استہزاء (تمسخر و طنز) محض ایک ظاہری عمل نہیں بلکہ یہ باطنی امراض، فکری انحراف اور معاشرتی زوال کی علامت ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں جو مختلف زاویوں سے انسان کو اس برائی کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں درج ذیل ہیں:

اوّل: تکبر اور خود پسندی

استہزاء کا سب سے بنیادی سبب تکبر ہے۔ متکبر شخص دوسروں کو کمتر سمجھتا ہے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ قرآنِ مجید نے یہی صفت شیطان کی بتائی کہ اس نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر کے کہا:

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ۔[26]

میں اس سے بہتر ہوں۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ تکبر ہی وہ زہر ہے جس سے تمسخر، تحقیر اور مذاق جیسے گناہ جنم لیتے ہیں۔[27]

دوم: ضعفِ ایمان اور دینی بے حسی

ایمان کمزور ہونے کی وجہ سے انسان دینی اقدار کا احترام کھو دیتا ہے۔ جب دل سے اللہ و رسول ﷺ کی عظمت مٹ جائے تو استہزاء معمولی لگنے لگتا ہے۔ قرآن نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔[28]

"تم اپنے ایمان کے بعد کفر کر بیٹھے ہو"۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ استہزاء کی جڑ ایمان کی کمزوری میں ہے، جو انسان کو مزاح کے نام پر کفر تک لے جا سکتی ہے۔

سوم: دینی تعلیمات سے جہالت

بعض لوگ دین کے اصول و عقائد کی گہرائی سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لیے لاعلمی میں بھی ایسا کلام یا عمل کر بیٹھتے ہیں جو استہزاء کے زمرے میں آتا ہے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے: "کبھی استہزاء لاعلمی کی بنیاد پر ہوتا ہے، لیکن اگر وہ دین کے معاملے میں ہو تو لاعلمی عذر نہیں بن سکتی"۔[29]

چہارم: فاسد معاشرت اور مغربی ثقافت کا اثر

جدید دور میں مغربی میڈیا اور سوشل نیٹ ورکس نے مذہبی استہزاء کو فن اور فریڈم آف اسپیچ کے لبادے میں عام کر دیا

ہے۔ کارٹونز، فلموں، یا سوشل میڈیا پر مذہب کی تضحیک کرنا ایک ثقافتی رویہ بن چکا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ یہ تہذیبی یلغار مسلمانوں کے عقائد و شعائر کے خلاف مزاح کے نام پر کھلی جنگ ہے۔[30]

پنجم: نفسیاتی عُقدے اور احساسِ کمتری

بعض اوقات مذاق اڑانے والا شخص دراصل اپنی اندرونی کمزوری یا احساسِ کمتری کو چھپانے کے لیے دوسروں پر طنز کرتا ہے۔ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں: جس کے اندر ذلت یا عجز کا احساس ہوتا ہے، وہ دوسروں کو نیچا دکھا کر اپنے باطن کی کمزوری چھپاتا ہے۔[31]

ششم: غلط تفریح اور غیر سنجیدہ مزاح

آج کل سوشل میڈیا، کامیڈی شوز اور فلموں میں مزاح برائے تفریح کے نام پر دینی شعائر کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے ہنسی مذاق کو صرف اخلاق کی حدود میں جائز رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی مسکرایا کرتے تھے، لیکن کبھی کسی کو تحقیر یا تضحیک کا نشانہ نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تَحْقِرَنَّ مِنَ المَعروفِ شيئًا ولو أن تَلْقَى أخاكَ بوجهٍ طَلْقٍ۔[32]

کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو، چاہے (وہ نیکی اتنی سی ہو کہ) تم اپنے بھائی سے خوش چہرے سے ملو۔

ہفتم: دینی اقدار سے بیزار جدیدیت

بعض جدید تعلیم یافتہ طبقات دین کو فرسودہ یا دقیانوسی سمجھ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ فکری بیماری لبرل ازم اور سیکولر ازم کے اثرات سے پیدا ہوتی ہے، جو مذہب کو نجی معاملہ بنا کر اس کی سماجی حیثیت ختم کرنا چاہتی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں: "جدید تہذیب کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ وہ دین کو استہزاء کا موضوع بناتی ہے، اور ایمان کو کم عقلی قرار دیتی ہے"۔[33]

استہزاء کے یہ تمام اسباب تکبر، ایمان کی کمزوری، لاعلمی، مغربی اثرات، نفسیاتی عُقدے اور بے مقصد مزاح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

استہزاء کے نفسیاتی و سماجی اثرات اور بچاؤ کے اسباب

استہزاء کے نفسیاتی و سماجی اثرات

یہ موضوع اس تحقیق کا ایک انتہائی اہم اور فکری پہلو ہے، کیونکہ یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل نہ صرف دینی جرم ہے بلکہ انسانی شخصیت، معاشرت اور ایمان پر بھی گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ استہزاء کے نفسیاتی و سماجی اثرات درج ذیل ہیں:

- **ایمان و قلبی سکون کا زوال:** استہزاء کا سب سے پہلا اثر انسان کے باطن پر پڑتا ہے۔ دل میں موجود ایمان، جو عاجزی، خشیت اور محبتِ الٰہی سے جڑا ہوتا ہے، تمسخر کے ذریعے آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہے۔ جب انسان دین کے کسی پہلو کو طنز یا ہنسی کا موضوع بناتا ہے تو اس کے دل میں ایمان کی حرارت سرد پڑنے لگتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ۔[34]

وہ دنیاوی لذتوں کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

یہی کیفیت استہزاء کرنے والوں پر بھی صادق آتی ہے وہ وقتی تفریح یا شہرت کے لیے ایمان کے وقار کو قربان کر دیتے ہیں۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ دل میں ایمان اور مذاق ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، ایک بڑھتا ہے تو دوسرا گھٹتا ہے۔[35]

- **شخصیت کی اخلاقی تباہی:** استہزاء انسان کے اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے۔ جو شخص مذاق اڑانے کا عادی ہو جاتا ہے، اس کی زبان بے ادب، سوچ منفی، اور مزاج متکبرانہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے ایسے افراد کے لیے فرمایا:

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ۔[36]

خرابی ہے ہر طعنہ زن اور عیب جو کے لیے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ تمسخر انسان کو اخلاقی و روحانی پستی میں گرا دیتا ہے۔ علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ استہزاء انسان کے دل سے نرمی اور خیر خواہی کے جذبات ختم کر دیتا ہے، اور اسے غرور و حسد میں مبتلا کر دیتا ہے۔[37]

- **معاشرتی انتشار اور نفرت کا فروغ:** جب کسی قوم یا مذہبی طبقے کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو معاشرے میں نفرت، گروہ بندی اور بداعتمادی جنم لیتی ہے۔ استہزاء کا عمل دراصل سماجی تفرقہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔[38]

کسی قوم کو کسی دوسری قوم کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تمسخر، معاشرتی احترام اور اخوت کے رشتے کو توڑ دیتا ہے۔

- **نوجوان نسل میں دین سے بیزاری:** استہزاء کا ایک خطرناک اثر یہ ہے کہ یہ نئی نسل کے ذہنوں میں دین کے متعلق کمزوری، بے اعتمادی اور شرم پیدا کرتا ہے۔ جب میڈیا یا سوشل پلیٹ فارم پر نماز، حجاب، یا داڑھی کو لطیفے کا موضوع بنایا جاتا ہے تو نوجوان ان شعائر کو دقیانوسی یا غیر عصری سمجھنے لگتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من سن في الإسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها بعده۔[39]

جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کرے، اس پر اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہو گا۔

یہ حدیث ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو دینی تمسخر کو فیشن یا مزاح کے طور پر پھیلاتے ہیں۔ اسلامی اسکالر شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ یہ تمسخر عقیدے کو کمزور کرتا ہے، اور روحانی بے حسی پیدا کرتا ہے۔[40]

- **امتِ مسلمہ کے وقار اور وحدت پر حملہ:** جب دینی شعائر یا علماء کا مذاق عام کیا جاتا ہے تو امت کی اجتماعی شناخت اور وقار مجروح ہوتا ہے۔ دشمن قوتیں ایسے مواقع کو امت کے اندرونی اختلافات بڑھانے کے لیے استعمال کرتی ہیں، لیکن اگر ہم سیدھی راہ پر چلتے رہیں تو رب بھی ہمارا مددگار رہتا ہے۔ جب دین کا تمسخر ہوتا ہے تو مسلمان اپنے دین پر فخر کے بجائے جھجک محسوس کرنے لگتے ہیں، یہ نفسیاتی غلامی ہے جسے استعماری معاشروں نے دانستہ طور پر فروغ دیا۔ سماجی ماہر فریرے (Paulo Freire, 1970) نے اپنی کتاب Pedagogy of the Oppressed میں واضح کیا کہ جب کسی قوم کی اقدار کا مذاق بنایا جاتا ہے تو ان کی فکری خود مختاری ختم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے دشمنوں کے نظریے کو برتر سمجھنے لگتے ہیں۔[41]
- **دینی شعور اور غیرتِ ایمانی کا خاتمہ:** استہزاء کے مسلسل اثر سے دل میں موجود غیرتِ ایمانی ختم ہو جاتی ہے، اور انسان گناہ یا کفر کو بھی معمولی سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا لم تستح فاصنع ما شئت۔[42]

جب تم میں حیا باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو۔

یہ حدیث اس بات کا اعلان ہے کہ استہزاء، حیا اور غیرتِ دینی کو مٹا دیتا ہے۔ مولانا مودودیؒ اس پر لکھتے ہیں کہ جب تمسخر دین میں جائز قرار پائے تو ایمان کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا، کیونکہ تمسخر کا مطلب ہے کہ انسان نے دین کے تقدس کو دل سے نکال دیا۔[43]

استہزاء محض ہنسی یا طنز نہیں بلکہ روحانی زوال، اخلاقی انحطاط، اور اجتماعی کمزوری کا ذریعہ ہے۔ یہ دل کے ایمان کو مٹا دیتا ہے، معاشرتی وحدت کو توڑ دیتا ہے، اور نوجوان نسل کے ذہنوں میں دین کی عظمت کو کم کرتا ہے۔ قرآن و سنت نے اسے سختی سے منع

کیا کیونکہ یہ انفرادی ایمان اور اجتماعی ایمان، دونوں کے لیے زہرِ قاتل ہے۔

استہزاء سے بچاؤ کے اسباب اور اصلاحی تدابیر

اسلامی تعلیمات میں استہزاء یعنی دین، شریعت یا شعائرِ اسلام کا مذاق اڑانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف اخلاقی پستی کی علامت ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے چند بنیادی اصلاحی تدابیر اور دینی اسباب کو اپنانا نہایت ضروری ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

اوّل: ایمان کی مضبوطی

سب سے پہلی اور بنیادی تدبیر ایمان کی مضبوطی اور معرفتِ الٰہی کا حصول ہے۔ ایمان کی مضبوطی دراصل شعائرِ اسلام کی تعظیم اور ان پر اخلاص کے ساتھ عمل کا بنیادی ثمرہ ہے، کیونکہ شعائر وہ عملی ذرائع ہیں جن کے ذریعے بندہ اپنے رب سے تعلق کو مستحکم کرتا ہے۔ جب انسان نماز، روزہ، حج، اذان اور دیگر شعائر کو شعوری طور پر اپناتا ہے تو یہ اعمال اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، محبت اور خشیت کو راسخ کرتے ہیں، اور یہی کیفیت ایمان کی اصل روح ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی حرمت کا صحیح فہم پیدا ہو جاتا ہے، تو وہ کسی بھی دینی معاملے میں استہزاء کو برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: "ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ"[44] یہ واضح کرتا ہے کہ شعائرِ دین کی تعظیم ایمان کا تقاضا ہے، اور جو شخص اس مقام کو سمجھ لے، وہ استہزاء سے خود بخود بچ جاتا ہے۔

ایمان کی مضبوطی کا سب سے مؤثر ذریعہ شعائرِ اسلام کی تعظیم اور ان پر اخلاص کے ساتھ عمل ہے۔ یہ اعمال انسان کے دل کو اللہ کی یاد سے زندہ رکھتے ہیں، اس کے گناہوں کو کم کرتے ہیں، اور اس کے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایمان مضبوط، مستحکم اور پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شعائر کی حفاظت اور ان کی پابندی کو ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیا ہے، تاکہ بندہ ہر حال میں اپنے رب سے جڑا رہے اور اس کا ایمان کمزوری کا شکار نہ ہو۔

دوم: شعائرِ اسلام کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کرنا

شعائر اسلام کے استہزا کی وبا کو ختم کرنے کے لیے شعائر اسلام کی عظمت، اہمیت اور ان کا دلوں کے تقوی اور للّٰہیت کی نشانی ہونے کو اجاگر کرنا نہایت ضروری ہے۔ ان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ان کے بارے میں صحیح رہنمائی عوام تک پہنچائی جائے اور ان کی اہمیت کے بارے میں آیات، احادیث اور علماء و مفسرین کے اقوال لوگوں کے سامنے بیان کیے جائیں۔ اس کام کے لیے خطباتِ جمعہ اور دروس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

سوم: سوشل میڈیا کا مثبت استعمال

سوشل میڈیا موجودہ دور کا طاقتور ترین ذریعۂ ابلاغ ہے، جسے اگر قرآن کے حکم "اُدْعُ إِلِىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ"[45]، یعنی حکمت اور موعظہ حسنہ کے تحت استعمال کیا جائے، تو یہ شعائرِ اسلام کے تحفظ اور نوجوان نسل میں دین کی محبت پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

سوشل میڈیا کے ہر مسلمان صارف پر لازم ہے کہ وہ اس پلیٹ فارم کو تبلیغِ دین کے لیے استعمال کرے۔ تاہم، منفی یا توہین آمیز مواد کا مقابلہ کرتے ہوئے جذباتیت کے بجائے قرآن کے اصولِ شائستگی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، تاکہ ردِ عمل میں مزید بے ادبی کی راہ نہ کھلے۔ اگر علماء کرام اور عام طبقہ ذمہ داری کے احساس کے ساتھ سوشل میڈیا استعمال کرے تو یہ نہ صرف استہزاء کے رجحانات کا سدِباب کرے گا بلکہ اسلامی اقدار کی ترویج کا ایک مضبوط قلعہ ثابت ہو گا۔

چہارم: قانونی اقدامات

شعائرِ اسلام کے تحفظ کے لیے محض اخلاقی نصیحت کافی نہیں، بلکہ قانون سازی ناگزیر ہے۔ اسلامی فقہ کی روشنی میں شعائر کی توہین پر تعزیراً سزا دی جاسکتی ہے۔ سوشل میڈیا پر جاری نفرت انگیز مہمات اور استہزاء پر مبنی مواد کے تدارک کے لیے سائبر قوانین پر عملدرآمد ضروری ہے۔ تاہم، کسی بھی کارروائی سے قبل مکمل تحقیق اور شہادت لازمی ہونی چاہیے کیونکہ قانونی اقدامات کا مقصد صرف سزا نہیں بلکہ اصلاح ہوتا ہے۔

نتائجِ تحقیق

- شعائرِ اسلام کی تعظیم محض ایک رسم نہیں بلکہ براہِ راست دل کے تقویٰ اور باطنی ایمان کی علامت ہے۔
- دینی جہالت، مغرب زدگی، اور سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال استہزا (تمسخر) کے کلیدی اسباب ہیں۔
- یہ رجحان فرد کو روحانی زوال اور معاشرے کو عمومی دینی بے حسی اور فکری ارتداد کی طرف دھکیل رہا ہے۔
- میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر شعائر اسلام کو منفی انداز میں پیش کرنا ان کے تشخص کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔

تجاویز و سفارشات

اس فتنے کا تدارک درج ذیل اقدامات سے ممکن ہے:

- سوشل میڈیا، اخبارات، مساجد اور تعلیمی اداروں کے ذریعے علمی شعور پیدا کیا جائے اور شعائر اللہ کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔
- قوانین کے نفاذ کے ساتھ لٹریچر اور میڈیا میں طنزیہ اور توہین آمیز مواد کی حوصلہ شکنی کر کے دینی اقدار کا وقار بحال کیا جائے۔
- ریاست کے ساتھ ساتھ معاشرے کے افراد انفرادی طور پر بھی اس ذمہ داری کی اہمیت کو سمجھیں اور اسے ادا کریں۔

References

(1)Al-Qur'ān, 9:65,66.
(2)Ibn Manẓūr, Abū al-Ḥusayn, Aḥmad, Lisān al-ʿArab (Beirut: Dār Ṣādir, 1986), 14:380.
(3)Al-Qur'ān, 2:158.
(4)Al-Qur'ān, 22:32.
(5)Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr Ibn Kathīr (Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 2000), 2:405.
(6)Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh, Muḥammad ibn Aḥmad al-Anṣārī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Fikr, 1997), 20:215.
(7)Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab, 14:380.
(8)Al-Iṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusaīn ibn Muḥammad, Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān (Damascus: Dār al-Qalam, 1412 AH), 828.
(9)Al-Qur'ān, 9:65-66.
(10)Al-Qur'ān, 49:11.
(11)Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Muḥammad ibn 'Umar, Al-Tafsīr al-Kabīr (Mafātīḥ al-Ghaīb) (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1999), 28: 106.
(12)Al-Naysābūrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1991), Kitāb al-Birr, Hadith No: 2564.
(13)Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsā ibn Sawrah, Al-Jāmi' al-Kabīr (Sunan al-Tirmidhī) (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1991), Kitāb Ṣifat al-Qiyāmah wa al-Raqā'iq wa al-Wara', Bāb Mā Jā' fī 'Ayb al-Muslim, Hadith No: 2505.
(14)Al-Nawawī, Abū Zakariyyā, Yaḥyā ibn Sharaf, Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj (Beirut: Dār al-Fikr, 1996), 2: 71.
(15)Al-Qur'ān, 32:10.

(16)Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qur'ān, 8/210.
(17)Al-Qur'ān, 22:32.
(18)Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad ibn 'Abd al-Ḥalīm, Al-Ṣārim al-Maslūl 'alā Shātim al-Rasūl (Riyadh: Maktabat al-Ma'ārif, 1997), 511.
(19)Al-Qur'ān, 47:9.
(20)Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad ibn Abī Bakr, Madārij al-Sālikīn baīna Manāzil Iyyāka Na'budu wa Iyyāka Nasta'īn (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1997), 1: 375.
(21)Al-Qur'ān, 9:65-66.
(22)Al-Nawawī, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim, 2:71.
(23)Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Birr, Ḥadīth No: 2564.
(24)Al-Qaraḍāwī, Ẓawāhir al-Inḥirāf al-Fikrī, 91.
(25) https://en.wikipedia.org/wiki/JyllandsPosten_Muhammad_cartoons_controversy
(26)Al-Qur'ān, 7:12.
(27)Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Madārij al-Sālikīn baīna Manāzil Iyyāka Na'budu wa Iyyāka Nasta'īn, 1: 342.
(28)Al-Qur'ān, 9:66.
(29)Al-Nawawī, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim, 2:72.
(30)Qaraḍāwī , Yūsuf al-, Ẓawāhir al-Inḥirāf al-Fikrī (Cairo: Dār al-Shurūq, 2005), 78.
(31)Ibn Ḥazm, Abū Muḥammad 'Alī ibn Aḥmad, Al-Akhlāq wa al-Siyar fī Mudāwāt al-Nufūs (Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1982), 65.
(32)Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim, Hadith No: 2626.
(33)Abū al-Aʿlā Mawdūdī, Tafhīmāt (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 1988), 2:41.
(34)Al-Qur'ān, 16:70.
(35)Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Madārij al-Sālikīn, 2:312.
(36)Al-Qur'ān, 104:1.
(37)Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qur'ān, 20:215.
(38)Al-Qur'ān, 49:11.
(39)Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Īmān, Bāb Man Qara'a al-Qur'ān bi-Rukūʿihī wa Sujūdihī, Ḥadīth No: 1017.
(40)Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Awlawiyyāt: Dirāsah Jadīdah fī Ḍaw' al-Qur'ān wa al-Sunnah (Cairo: Maktabah Wahbah, 1991), 145.
(41) Freire Paulo, *Pedagogy of the Oppressed*, (New York: Continuum, 1970), P:81.
(42)Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣahīḥ al-Bukhārī (Beirut: Dār Ibn Kathīr), Kitāb al-Adab, Bāb Ḥusn al-Khuluq, Hadith No: 3483.
(43)Mawdūdī, Abū al-A'lā, Tafhīm al-Qur'ān (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 2000), 3: 67.
(44)Al-Qur'ān, 22:32.
(45)Al-Qur'ān, 16:125.